شوّال کے چھ روزوں کے فضائل واحکام

رمضان کے روزوں اور عید الفطر سے فراغت کے بعد شوال کے مہینہ میں روزے رکھنے کی احادیث میں ترغیب آئی ہے، اور خاص طور پر رمضان کے روزے رکھ کر عید کے بعد شوال کے مہینہ میں چھ نفلی روزے رکھنے کی عظیم الشان فضیلت بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّھْرِ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ (نفل) روزے شوال کے مہینے میں رکھ لئے تو (پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ہوگا، اگر ہمیشہ ایسا ہی کرے گا تو) گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، فَکَاَنَّمَا صَامَ السَّنَۃَ کُلَّھَا (مسند احمد) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے

---

[1] حدیث نمبر ۲۰۴،حدیث نمبر ۱۱۶۴، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة أیام من شوال إتباعا لرمضان،داراحیاء التراث العربی، بیروت، واللفظ لهٗ؛ ترمذی، حدیث نمبر ۷۵۹؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۲۳۵۳۳؛ ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۴۳۳؛ ابن ماجه، حدیث نمبر ۱۷۱۶.

[2] حدیث نمبر ۱۴۳۰۲ ،مؤسسة الرسالة، بیروت، واللفظ لهٗ؛ سنن کبریٰ نسائی، حدیث نمبر ۲۸۷۸.

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیره.

رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے، تو گویا کہ اس نے پورے سال کے روزے رکھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ ، قَالَ :قُلْتُ لَهُ :كُلُّ يَوْمٍ عَشْرٌ؟، قَالَ :نَعَمْ (المعجم الكبير للطبراني)[1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، تو یہ پورے زمانے (یعنی سال بھر) کے روزے ہیں، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہر ایک دن، دس (دن کے روزوں کے ثواب) کے برابر ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک (ترجمہ ختم)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حَدِيْثُ اَبِيْ اَيُّوْبَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدِاسْتَحَبَّ قَوْمٌ صِيَامَ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ (ترمذی)[2]

ترجمہ: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، اور اس حدیث کی وجہ سے علماء کی جماعت نے شوال کے چھ روزوں کو مستحب قرار دیا ہے (ترجمہ ختم)

---

[1] حديث نمبر ٣٩٠٢، مكتبة ابن تيمية، القاهرة.

قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، ج٣ص ١٨٣، باب فيمن صام رمضان وستة أيام من شوال)

[2] ابواب الصوم، باب ما جاء في صيام ستة أيام من شوال، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي -مصر.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ، فَقَدْ صَامَ السَّنَةَ (صحیح ابن حبان) [1]

ترجمہ: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے، تو اس نے پورے سال کے روزے رکھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ثوبان کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : صِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ بِعَشَرَۃِ أَشْھُرٍ وَصِیَامُ سِتَّۃِ أَیَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ بِشَھْرَیْنِ فَذٰلِکَ صِیَامُ سَنَۃٍ (السنن الکبریٰ للنسائی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ کے روزے دس مہینوں کے (اجروثواب کے) برابر ہیں اور شوال کے چھ دنوں کے روزے دو مہینوں کے (اجروثواب کے) برابر ہیں، پس یہ (دونوں قسم کے روزے) پورے سال کے روزوں کے برابر ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ثوبان کی ایک روایت میں یہ مضمون اس طرح آیا ہے کہ:

---

[1] حدیث نمبر ۳۶۳۵، کتاب الصوم، باب صوم التطوع، مؤسسة الرسالة، بیروت، واللفظ لهٗ؛ مسند الشامیین للطبرانی، حدیث نمبر ۴۸۵۔

فی حاشیة ابن حبان:

إسناده صحیح، أبو أسماء الرحبی :هو عمرو بن مرثد . وأخرجه أحمد ۵/۲۸۰، والدارمی ۲/۲۱، والطحاوی فی "مشکل الآثار۳/۱۱۹، ۱۲۰"، وابن ماجه "۱۷۱۵" "فی الصیام :باب صیام ستة أیام من شوال، والبیهقی ۴/۲۹۳، والنسائی فی "الکبری" "کما فی "التحفة"۲/۱۳۹"، والخطیب فی تاریخه ۲/۳۶۲ من طرق عن یحیی بن الحارث الذماری، بهذا الإسناد.

[2] حدیث نمبر ۲۸۷۳، کتاب الصیام، باب صیام ستة أیام من شوال، مؤسسة الرسالة، بیروت؛ شرح مشکل الآثار، حدیث نمبر ۲۳۴۸؛ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۳۶۳۔

قال الالبانی: صحیح (صحیح الترغیب والترھیب، تحت حدیث نمبر ۱۰۰۷)

أَنَّـهُ سَـمِعَ رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : جَـعَلَ اللّٰهُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرٍ فَشَهْرٌ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وَسِتَّةُ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ تَمَامُ السَّنَةِ (السنن الکبریٰ للنسائی) [1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا کہ اللہ تعالیٰ نے نیکی کو دس نیکیوں کے برابر کردیا ہے، پس (رمضان کا) ایک مہینہ دس مہینوں کے (اجروثواب کے) برابر ہے اور عیدُ الفطر کے بعد چھ دن (کے روزے ملاکر) پورے سال کے برابر (اجروثواب) ہے (ترجمہ ختم)

اور ابنِ ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ، مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (ابن ماجه) [2]

ترجمہ: جس نے عیدُ الفطر کے بعد چھ روزے رکھے، تو یہ (رمضان کے روزوں کے ساتھ مل کر اجروثواب میں) پورے سال کے برابر ہوجائیں گے، جو شخص ایک نیک عمل کرے گا، تو اسے اُس کے دس گنا اجروثواب حاصل ہوگا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ فَذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ (مستخرج ابی عوانة) [3]

---

[1] حديث نمبر ۲۸۷۴، كتاب الصيام، باب صيام ستة أيام من شوال، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ؛ شرح مشكل الآثار، حديث نمبر ۲۳۳۹؛ مسند احمد، حديث نمبر ۲۲۴۱۲.
في حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن .

[2] حديث نمبر ۱۷۱۵، كتاب الصيام، باب صيام ستة أيام من شوال.
(حكم الألباني) صحيح.

[3] حديث نمبر ۲۷۰۲، كتاب الصيام، باب بيان ثواب من صام رمضان، وفضيلة صومه إذا أتبع بصوم ستة أيام من شوال، دار المعرفة، بيروت، واللفظ لهٗ؛ مسند بزار، حديث نمبر ۸۳۳۴.
قال الهيثمي: رواه البزار وله طرق رجال بعضها رجال الصحيح (مجمع الزوائد، ج۳ص ۱۸۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، تو یہ (ثواب کے اعتبار سے) پورے زمانے (یعنی سال بھر) کے روزے ہیں (ترجمہ ختم)

ثواب دینے کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ مہربانی فرمائی ہے کہ ہر عمل کا ثواب کم ازکم دس گنا مقرر فرمایا ہے، جب کسی نے رمضان کے تیس روزے رکھے اور پھر چھ روزے اور رکھ لئے تو یہ چھتیس روزے ہوگئے، چھتیس کو دس میں ضرب دینے سے تین سو ساٹھ ہو جاتے ہیں، قمری سال کے حساب سے ایک سال میں عموماً تین سو چوّن دن ہوتے ہیں، لہٰذا چھتیس روزے رکھنے پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک پورے سال کا ثواب شمار ہوگا اور ثواب کے اعتبار سے ساری عمر روزہ رکھنے والا مان لیا جائے گا۔ [1]

محدثین نے لکھا ہے کہ رمضان کے فرض روزے رکھنے کے بعد شوال کے مہینے میں ان چھ نفلی روزوں کو وہی نسبت اور مقام حاصل ہے جو فرضوں کے ساتھ سنت ونفل نماز کو حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز فرض نماز کے اندر اگر کوئی چھوٹی موٹی کمی کوتاہی ہوگی تو وہ سنت ونفل نمازوں سے پوری کی جائے گی، لہٰذا جو لوگ صرف رمضان کے روزے رکھ کر اس کے پورے فوائد اور برکات حاصل نہیں کر پاتے وہ فوائد شوال کے چھ روزے رکھ کر حاصل ہو جاتے ہیں۔ [2]

---

[1] من صام رمضان ثم أتبعه "بهمزة قطع أى جعل عقبه فى الصيام "ستا "أى ستة أيام والتذكير لتأنيث المميز، أو باعتبار لياليه "من شوال "وهو يصدق على التوالى والتفرق "كان كصيام الدهر "قال الطيبى :وذلك لأن الحسنة بعشر أمثالها، فأخرجه مخرج التشبيه للمبالغة والحث على صيام الست اهـ (مرقاة المفاتيح، ج ۴ ص ۱۴۱۶، كتاب الصوم، باب صيام التطوع)

[2] علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ روحہٗ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے:
وَالسِّرُّفِیْ مَشْرُوْعِیَّتِهَا اَنَّهَا بِمَنْزِلَةِ السُّنَنِ الرَّوَاتِبِ فِی الصَّلٰوةِ تَکْمِلُ فَائِدَتُهَا بِالنِّسْبَةِ اِلٰی اَمْزِجَةٍ لَمْ تَتَامَّ فَائِدَتُهَا بِهِمْ ، وَاِنَّمَا خُصَّ فِیْ بَیَانِ فَضْلِهٖ التَّشْبِیْهُ بِصَوْمِ الدَّهْرِ لِاَنَّ مِنَ الْقَوَاعِدِ الْمُقَرَّرَةِ اَنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَبِهٰذِهِ السِّتَّةِ یَتِمُّ الْحِسَابُ (فتح الملهم ج ۳ ص ۱۸۷)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض علماء نے فرمایا کہ شوال کے روزوں کی اتنی عظیم فضیلت اس مہینہ کے رمضان کے بابرکت مہینہ سے متصل اور ملا ہوا ہونے کی وجہ سے ہے، نیز ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رمضان میں روزے رکھنے کے بعد شوال کے مہینہ میں کھانے کی رغبت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے اس میں روزہ رکھنا نفس پر زیادہ گراں گذرتا ہے، اور جس عمل میں نفس کو زیادہ مشقت ہو، اس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ [1]

شوال کے چھ روزوں کے مسائل

(۱)......اگر کسی کے ذمہ رمضان کے روزے قضا ہوں، تو اس کو بھی شوال کے مہینے میں نفلی روزے رکھنا اگرچہ جائز ہے، مگر بعض علماء کے نزدیک شوال کے ان چھ روزوں کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس رمضان کے روزوں کی پوری تعداد مکمل طور پر ادا کرلی ہو (کیونکہ حدیث میں ان روزوں کی فضیلت رمضان کے مہینے کے روزے رکھ لینے کے بعد بیان کی گئی ہے)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ترجمہ: ان روزوں کی مشروعیت کا راز یہ ہے کہ یہ روزے ایسے ہیں جیسے نماز پنج گانہ کے ساتھ سنتیں مقرر کی گئی ہیں، جن کی وجہ سے ان لوگوں کو پورا فائدہ ہو جاتا ہے جو اصل نماز سے پورا فائدہ حاصل نہیں کرتے، ان روزوں کی فضیلت میں یہ بات، کہ ان کی وجہ سے آدمی کو ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ثواب ملتا ہے، اس واسطے مخصوص کی گئی ہے کہ یہ قاعدہ مقرر ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے اور ان چھ روزوں سے یہ حساب پورا ہو سکتا ہے (یعنی تیس اور چھ چھتیس ہوئے اور چھتیس کو دس سے ضرب دیں تو تین سو ساٹھ ہو جاتے ہیں، جو ایک سال کے دن ہیں) (ترجمہ ختم)

[1] قال ابن رجب هذا نص فی تفضیل شوال علی الاشهر الحرم وذالک لانه یلی رمضان من بعده کمایلیه شعبان من قبله وشعبان افضل من الاشهر الحرم لصوم النبی ﷺ له دون شوال فاذا کان صوم شوال افضل من الحرم فصوم شعبان اولیٰ فظهرا ان افضل التطوع ماکان بقرب رمضان قبله وبعده وذالک ملحق بصوم رمضان ومنزلته منه منزلة الرواتب من الفرائض (فیض القدیر ج ۳ حرف الصاد) وخص شوال لانه زمن یستدعی الرغبة فیه الی الطعام لوقوعه عقب الصوم فالصوم حینئذا اشق فثوابه اکثر وفیه ندب صوم الستة المذکورة (فیض القدیر ج ۲ تحت رقم حدیث ۸۷۷۷)

البتہ بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک اگر کسی کے اس رمضان کے روزے عذر میں قضا ہوئے ہوں، تو اس کو شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھنے سے یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

اس لئے اگر کسی کے ذمہ اس رمضان کے کچھ روزے قضاء ہوں تو احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے ان کو ادا کیا جائے پھر شوال کے باقی ماندہ دنوں میں چھ روزے رکھ کر فضیلت حاصل کی جائے۔ [1]

(۲)...... بعض علماء کی تصریح کے مطابق ایک روزے سے رمضان کے قضاء روزے کی ادائیگی اور شوال کے روزے کی فضیلت اکھٹی حاصل نہیں کی جا سکتی، لہٰذا یہ دونوں روزے الگ الگ رکھنا چاہئے۔ [2]

---

[1] وَلَوْ صَامَ فِي شَوَّالٍ قَضَاءً أَوْ نَذْرًا أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ ، هَلْ تَحْصُلُ لَهُ السُّنَّةُ أَوْ لَا ؟ لَمْ أَرَ مَنْ ذَكَرَهُ ، وَالظَّاهِرُ الْحُصُولُ. لَكِنْ لَا يَحْصُلُ لَهُ هَذَا الثَّوَابُ الْمَذْكُورُ خُصُوصًا مَنْ فَاتَهُ رَمَضَانُ وَصَامَ عَنْهُ شَوَّالًا ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَصْدُقْ عَلَيْهِ الْمَعْنَى الْمُتَقَدِّمُ ، وَلِذَلِكَ قَالَ بَعْضُهُمْ :يُسْتَحَبُّ لَهُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ أَنْ يَصُومَ سِتًّا مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لِأَنَّهُ يُسْتَحَبُّ قَضَاءُ الصَّوْمِ الرَّاتِبِ اهـ .وَهَذَا إنَّمَا يَأْتِي إذَا قُلْنَا :إنَّ صَوْمَهَا لَا يَحْصُلُ بِغَيْرِهَا .أَمَّا إذَا قُلْنَا بِحُصُولِهِ وَهُوَ الظَّاهِرُ كَمَا تَقَدَّمَ فَلَا يُسْتَحَبُّ قَضَاؤُهَا (مغنی المحتاج إلی معرفة ألفاظ المنهاج ، ج۵، ص ۳۱۰، باب فی صوم التطوع)

وقضية كلام التنبيه و كثيرين أن من لم يصم رمضان لعذر او سفر أو صبا او جنون أو كفر لا يسن له صوم ستة من شوال .قال أبو زرعة :وليس كذلك :أی بل يحصل أصل سنة الصوم وإن لم يحصل الثواب المذكور لترتبه فی الخبر علی صيام رمضان .وإن أفطر رمضان تعديا حرم عليه صومها .وقضية قول المحاملی تبعا لشيخه الجرجانی (يكره لمن عليه قضاء رمضان أن يتطوع بالصوم كراهة صومها لمن أفطره بعذر) فينافی ما مر ، إلا أن يجمع بأنه ذو وجهين ، أو يحمل ذاک علی من لا قضاء عليه كصبی بلغ وكافر أسلم وهذا علی من عليه قضاء (نهاية المحتاج إلی شرح المنهاج، ج۱۰، ص ۲۰، كتاب الصيام)

(قوله :ثم أتبعه) أی حقيقة إن صامه وحكما إن أفطره؛ لأن قضاءه يقع عنه فكأنه مقدم ومن هنا يعلم أن من عجز عن صوم رمضان وأطعم عنه، ثم شفی يوم العيد، ثم صام ستة أيام من شوال حصل له الثواب المذكور كما حققه البرماوی(حاشية البجيرمی علی شرح المنهج، ج۲ ص ۸۹، كتاب الصوم، باب صوم التطوع)

[2] حدیث مسلم مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھ روزے غیر رمضان کے مراد ہیں، نیز صیام دہر کے ثواب کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ہر نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ہے، اس حساب سے رمضان کا مہینہ دس ماہ کے قائم مقام ہوا، پورے سال سے دو ماہ رہ گئے، اس کی تکمیل کے لئے شوال کے چھ روزے ہیں، جو ساٹھ روز (دو ماہ) کے قائم مقام ہیں، اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ نفل روزے مراد ہیں، ان ایام سے قضاء روزوں سے یہ فضیلت حاصل نہ ہوگی (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۴۱)

(۳)......شوال کے یہ روزے لگاتار رکھنا یا عید کے اگلے دن سے فوراً رکھنا ضروری نہیں بلکہ شوال کے مہینے میں عید کا دن چھوڑ کر جب اور جس طرح سے چاہیں رکھ سکتے ہیں، بس اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ ان چھ روزوں کی تعداد شوال کے مہینے میں مکمل ہو جانی چاہئے، البتہ بعض حضرات کے نزدیک ان روزوں کو عید کے بعد لگاتار رکھنا افضل ہے۔ [۱]

(۴)......بعض احمق اور کم عقل وکم علم لوگ ان چھ روزوں کے بعد شش عید کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ ان چھ روزوں کے بعد عید منائی جاتی ہے، اس لئے انہوں نے چھ روزوں کے بعد عید منانے کی بدعت شروع کر دی، یہ جہالت وحماقت پر مبنی ہے، جس کا آگے ذکر آتا ہے۔

(۵)......شوال کے یہ روزے کیونکہ نفلی درجہ کا حکم رکھتے ہیں، اس لئے ان پر نفلی روزوں کے احکام ہی جاری ہوں گے۔

چنانچہ ان روزوں کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری نہیں، اگر کسی کا دن کے شروع وقت میں روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن صبح صادق کے بعد سے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر روزہ رکھنے کا ارادہ ہو گیا تو زوال سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے (یعنی ضحوۂ کبریٰ جو صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک کے آدھے حصہ کا نام ہے) تک نفل روزے کی نیت کر لینا صحیح ہے اس کے بعد نیت کرنا صحیح نہیں۔

نیت زبان سے الفاظ ادا کرنے کا نام نہیں بلکہ دل کے ارادہ کا نام ہے۔ لہٰذا دل میں نیت کر لینا کافی ہے زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں۔

سحری کھانا سنت ہے اگر بھوک نہ ہو تو تھوڑا بہت سنت کی نیت سے کچھ کھا لینا چاہئے لیکن اگر کسی نے بالکل سحری نہ کھائی اور بغیر سحری کے روزہ رکھ لیا تب بھی روزہ ہو جائے گا۔

---

[۱] واختلفوا فيما بينهم، فقيل :الأفضل وصلها بيوم الفطر لظاهر قوله :ثم أتبعه ستا، وقيل : تفريقها (شرح النقاية، ج۲، ص ۲۱۵ ،الايام التي يستحب صومها)

وَتَحْصُلُ السُّنَّةُ بِصَوْمِهَا مُتَفَرِّقَةً (وَ) لَكِنْ (تَتَابُعُهَا أَفْضَلُ) عَقِبَ الْعِيدِ مُبَادَرَةً إلَى الْعِبَادَةِ وَلِمَا فِي التَّأْخِيرِ مِنْ الْآفَاتِ (مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج ، ج۵، ص ۳۱۰، باب في صوم التطوع)

نفلی روزہ اگر رکھ کر پورا کرنے سے پہلے توڑ دیا جائے تو اس کی قضاء ضروری ہو جاتی ہے لیکن کفارہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا۔

عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا منع ہے۔

مشہور ہے کہ جب تک فجر کی اذان کی آواز نہ آئے اس وقت تک سحری کھانا جائز رہتا ہے، یہ غلط ہے، اور اصل بات یہ ہے کہ سحری کا وقت صبح صادق ہونے پر ختم ہو جاتا ہے خواہ ابھی اذان بھی نہ ہوئی ہو۔ اور صبح صادق کا وقت مستند جنتریوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

شوال کے چھ روزوں کے بارے میں ایک علمی شبہ اور اس کا جواب

آج کل بعض حضرات نے شوال کے ان چھ روزوں کو فقہ کی بعض عبارات کے حوالے سے مکروہ کہنا شروع کر دیا ہے۔

دلائل کی رُو سے ان کا یہ کہنا درست نہیں، احادیثِ مبارکہ، تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہائے کرام اور جمہور مشائخ رحمہم اللہ کی تعلیمات کی روشنی میں راجح اور مضبوط بات یہ ہے کہ پہلی شوال یعنی عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنا مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہیں۔

البتہ بعض کتابوں میں امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کی طرف ان روزوں کے مکروہ ہونے کی نسبت کی گئی ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ نسبت علی الاطلاق صحیح نہیں، کیونکہ ان حضرات نے ان روزوں کو مطلقاً مکروہ نہیں قرار دیا بلکہ کچھ خاص صورتوں میں مکروہ قرار دیا ہے۔

مثلاً یہ روزے اس صورت میں مکروہ اور ممنوع ہیں، جبکہ کوئی شخص عید کے دن بھی روزہ رکھے، یا پھر یہ کہ ان روزوں کو رمضان کا حصہ اور رمضان کی طرح ضروری سمجھے، کیونکہ ان صورتوں میں اسلامی احکام میں گڑبڑ اور خرابی لازم آتی ہے۔

اور اگر عید الفطر کے دن کو چھوڑ کر اور رمضان کا حصہ سمجھے بغیر شوال میں چھ روزے رکھے تو یہ

مستحب ہے، معتمد و مستند کتابوں اور عربی و اُردو فتاوٰی میں یہ وضاحت موجود ہے۔ [1]

[1] (وندب تفريق صوم الست من شوال) ولا يكره التتابع على المختار خلافا للثاني حاوى.
والإتباع المكروه أن يصوم الفطر وخمسة بعده فلو أفطر الفطر لم يكره بل يستحب ويسن ابن كمال (الدر المختار، كتاب الصوم)
(مطلب في صوم الست من شوال) (قوله وندب إلخ) ذكر هذه المسألة بين مسائل النذر غير مناسب وإن تبع فيه صاحب الدرر (قوله على المختار) قال صاحب الهداية في كتابه التجنيس :إن صوم الستة بعد الفطر متتابعة منهم من كرهه والمختار أنه لا بأس به لأن الكراهة إنما كانت لأنه لا يؤمن من أن يعد ذلك من رمضان فيكون تشبها بالنصارى والآن زال ذلك المعنى اهـ ومثله في كتاب النوازل لأبي الليث والواقعات للحسام الشهيد والمحيط البرهاني والذخيرة؛ وفي الغاية عن الحسن بن زياد أنه كان لا يرى بصومها بأسا ويقول كفى بيوم الفطر مفرقا بينهن وبين رمضان اهـ وفيها أيضا عامة المتأخرين لم يروا به بأسا.
واختلفوا هل الأفضل التفريق أو التتابع اهـ.
وفي الحقائق صومها متصلا بيوم الفطر يكره عند مالك وعندنا لا يكره وإن اختلف مشايخنا في الأفضل.
وعن أبي يوسف أنه كرهه متتابعا والمختار لا بأس به اهـ وفي الوافي والكافي والمصفى يكره عند مالك، وعندنا لا يكره، وتمام ذلك في رسالة تحرير الأقوال في صوم الست من شوال للعلامة قاسم وقد رد فيها على ما في منظومة التباني وشرحها من عزوه الكراهة مطلقا إلى أبي حنيفة وأنه الأصح بأنه على غير رواية الأصول وأنه صحح ما لم يسبقه أحد إلى تصحيحه وأنه صحح الضعيف وعمد إلى تعطيل ما فيه الثواب الجزيل بدعوى كاذبة بلا دليل ثم ساق كثيرا من نصوص كتب المذهب فراجعها فافهم (قوله والإتباع المكروه إلخ) العبارة لصاحب البدائع وهذا تأويل لما روى عن أبي يوسف على خلاف ما فهمه صاحب الحقائق كما في رسالة العلامة قاسم، لكن ما مر عن الحسن بن زياد يشير إلى أن المكروه عند أبي يوسف تتابعها وإن فصل بيوم الفطر فهو مؤيد لما فهمه في الحقائق تأمل (ردالمحتار، ج۲، ص۴۳۵، كتاب الصوم)
ولا يُكْرَهُ عندنا، وعند الشافعي إِتْبَاعُ عيدِ الفطر بِسِتٍّ من شوّال، لقوله صلى الله عليه وسلم مَنْ صَامَ رمضانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِستًّا من شوال كَانَ كَصِيامِ الدَّهْرِ .رواه مسلم وأبو داود .وكَرِهَهُ مالكٌ، وهو رِوَايَةٌ عن أبي حنيفة وأبي يوسف، لاشْتِمَالِهِ على التَّشَبُّهِ بأهل الكتاب في الزيادة على الفروض، والتشبّه بهم مَنْهِيٌّ عنه، وعَامَّةُ المُتَأَخِّرِينَ لم يَرَوْا به بَأْساً (شرح النقاية، ج۲، ص ۲۱۵)
وَمِنْهَا إِتْبَاعُ رَمَضَانَ بِسِتٍّ مِّنْ شَوَّالٍ كَذَا قَالَ أَبُوْيُوْسُفَ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يُّتْبِعُوْا رَمَضَانَ صَوْماً خَوْفاً أَنْ يُّلْحَقَ ذٰلِكَ بِالْفَرْضِيَّةِ وَكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ ...والاتباع المكروه هو ان يصوم يوم الفطر ويصوم بعده خمسة ايام فاما اذا افطر يوم العيد ثم صام بعده ستة ايام فليس بمكروه بل هو مستحب وسنة(بدائع الصنائع ج ۲ ص ۷۸، كتاب الصوم، فصل شرائط انواع الصيام)
اما صوم التطوع فالايام كلها محل له عندنا وهورواية محمد عن ابى حنيفة ويجوز صوم التطوع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا مختار اور راجح قول کے مطابق یکم شوال کے بعد بقیہ شوال کے دنوں میں چھ نفلی روزوں کو مکروہ قرار دینا غلط ہے۔

اور یہ قول مفتیٰ بہ نہ ہونے کے علاوہ متعدد مستند کتب اور جمہور فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے۔

اور اس سلسلے میں علماء، صلحاء کا شوال کے چھ روزوں کے مستحب ہونے کے ثبوت میں جو عمل جاری رہا ہے، یہی صحیح ہے اور کسی شک وشبہ کے بغیر یہ چھ روزے عید کا دن چھوڑ کر رکھنے میں حرج نہیں، بلکہ مستحب اور عظیم ثواب ہے، بشرطیکہ ان کو نفلی روزوں کا درجہ دیا جائے، اور فرض وواجب اور رمضان کا حصہ نہ سمجھا جائے۔

آٹھ شوّال کو یا نفلی روزوں سے فارغ ہو کر ایک اور عید منانا

بعض لوگ عیدُ الفطر گزرنے کے بعد شوال کے مہینے میں آٹھ تاریخ کو ایک اور عید مناتے ہیں، جبکہ بعض لوگ شوال کے چھ روزوں سے فارغ ہو کر یہ عید مناتے ہیں اور بعض لوگ اس عید کو ’’عیدِ ابرار‘‘ کا نام دیتے ہیں۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

خارج فی الایام کلها ...فقد جعل السنة کلها محلا للصوم علی العموم (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۷۷، ۷۸، کتاب الصوم، فصل شرائط انواع الصیام)

(ولا یکره إتباع الفطر بصوم ستة من شوال) فی المختار؛ لأنه وقع الفصل بیوم الفطر فلا یلزم التشبه بأهل الکتاب فلیس بمکروه، بل هو مستحب وسنة لورود الحدیث فی هذا الباب . والاتباع المکروه وهو أن یصوم یوم الفطر ویصوم بعده خمسة أیام (وتفریقها) أی صوم الستة أفضل؛ لأنه (أبعد عن الکراهة والتشبه بالنصاری) فی زیادة صیام أیام علی صیامهم (مجمع الانهر، ج ۱، ص ۲۵۵، کتاب الصوم)

نُسِبَ اِلٰی اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمَالِكٍ کَرَاهَتُهَا وَاِلَی الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ اِسْتِحْبَابُهَا وَالنُّقُوْلُ الَّتِیْ حَکَاهَا الْمُتَاخِرُوْنَ مِنْ اِبْنِ نُجَیْمٍ وَالْکَمَالِ وَابْنِ الْکَمَالِ وَغَیْرِهِمْ مِنْ عُلَمَائِنَا مُضْطَرِبَةٌ وَلٰکِنْ اَفْرَدَ هٰذَا الْمَوْضُوْعَ الْمُحَقِّقُ الْعَلَّامَةُ الْحَافِظُ قَاسِمُ بْنُ قُطْلُوْبُغَا بِرِسَالَةٍ خَاصَّةٍ سَمَّاهَا "تَحْرِیْرُ الْاَقْوَالِ فِیْ صَوْمِ السِّتِّ مِنْ شَوَّالٍ" وَحَقَّقَ مِنْ نُصُوْصِ الْمَذْهَبِ اِسْتِحْبَابَهَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ (معارف السنن ج ۵ ص ۴۴۳، باب ماجاء فی صیام ستة ایام من شوال)

اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں اور اس کو عید قرار دینا شرعاً غلط ہے۔ [1]

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

محمد رضوان

فراغت بموقع طباعتِ اول: ۲۱/ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ، بمطابق 27 / نومبر 2002ء

اصلاح بار دوم: ۴/ شعبان ۱۴۲۸ھ، بمطابق 18 / اگست 2007ء

اصلاح واضافہ بار سوم: ۲۹/ جمادی الاخریٰ/ ۱۴۳۲ھ 02 / جون/ 2011ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

---

[1] وأما ثامن شوال فليس عيدا لا للأبرار ولا للفجار ولا يجوز لأحد أن يعتقده عيدا ولا يحدث فيه شيئا من شعائر الأعياد(الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیة، ج۵،ص ۳۷۹، کتاب الصوم، فصل صيام ثلاثة ايام من كل شهر)

ولايجوز اعتقاد ثامن شوال عيدا فانهٗ ليس بعيد اجماعاً ولا شعائرهٗ شعائر العيد (الفروع لابن مفلح ، کتاب الصيام،باب صوم التطوع وذكر ليلة القدر ومايتعلق بذالک)

وأما اتخاذ موسم غير المواسم الشرعية كبعض ليالي شهر ربيع الأول التي يقال إنها ليلة المولد، أو بعض ليالي رجب، أو ثامن عشر ذي الحجة، أو أول جمعة من رجب، أو ثامن شوال الذي يسميه الجهال "عيد الأبرار"، فإنها من البدع التي لم يستحبها السلف ولم يفعلوها (الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیة، ج۴ص۴۱۴، کتاب الفضائل)